ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9.No.1 2026

ماحولیاتی تنقید کے تناظر میں ڈاکٹر اظہار اللہ اظہار کے افسانوی مجموعے "آخری افسانہ" کا تنقیدی جائزہ

AN ECOCRITICAL STUDY OF DR. IZHAR ULLAH IZHAR'S SHORT STORY COLLECTION "AAKHRI AFSANA"

امتیاز احمد
پی۔ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اردو جامعہ اسلامیہ کالج پشاور
imtiazsharib@gmail.com
ڈاکٹر علی شیر
لیکچرار شعبہ اردو، جامعہ بونیر
تہمینہ
پی۔ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اردو جامعہ اسلامیہ کالج پشاور

Abstract
The selected short stories from Dr. Izharullah Izhar's collection Aakhri Afsana explore significant themes from the perspective of ecocriticism. The story "Bilajawaz" highlights the environmental consequences of unsustainable development and inadequate urban planning, while "Pehli Barish" addresses the freedom of birds and human domination. "Wapsi" explores the emotional relationship between humans and nature, whereas "Mohabbat Ka Shajar" examines human interference with nature and environmental degradation. These stories reflect various ecocritical concepts, including anthropocentrism, biocentrism, hyperseparation, wilderness, and ecological engagement. Overall, these stories demonstrate that human selfishness and unbalanced development harm the natural environment, while an awareness of the interdependence between humans and nature is essential for maintaining ecological balance.

کلیدی الفاظ : ماحولیاتی تنقید، آخری افسانہ، ڈاکٹر اظہار اللہ اظہار، بشر مرکزیت، حیات مرکزیت، تشکیلی علاحدگی، بن نگاری، ماحولیاتی اشتراک، غیر پائیدار ترقی، انسان اور فطرت کا تعلق، ماحولیاتی توازن۔

ڈاکٹر اظہار اللہ اظہار اردو ادب میں اپنی تخلیقی، تحقیقی اور تنقیدی صلاحیتوں کے باعث ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ شاعری کے ساتھ ساتھ انھوں نے افسانہ نگاری میں بھی اپنی انفرادیت قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا افسانوی مجموعہ "آخری افسانہ" مختلف النوع موضوعات اور فکری جہات کا حامل ہے۔ مذکورہ مجموعے میں انسانی نفسیات، معاشرتی رویوں، رشتوں کی پیچیدگیوں اور زندگی کے مختلف مسائل کے ساتھ فطرت اور ماحول سے متعلق ایسے پہلو بھی موجود ہیں جن کا مطالعہ ماحولیاتی تنقید کے نقطۂ نظر سے کیا جا سکتا ہے۔ ان افسانوں میں کہیں انسان کی خود غرضی اور غیر متوازن ترقی کے نتیجے میں ماحول کو پہنچنے والے نقصان کی عکاسی ہوتی ہے، کہیں غیر انسانی مخلوقات پر انسانی تسلط کو موضوع بنایا گیا ہے اور کہیں انسان اور فطرت کے باہمی تعلق کو نمایاں کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے "آخری افسانہ" کے منتخب افسانوں میں ماحولیاتی تنقید کے تصورات ان کے موضوعاتی اور فنی مطالعے کے لیے اہم بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

ماحولیاتی تنقید ادب اور ماحول کے باہمی تعلق کا مطالعہ کرتی ہے۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی اپنی کتاب "کشاف تنقیدی اصطلاحات" میں ماحول کی تعریف یوں کی ہے:

> "ماحول کی تشکیل جغرافیائی عوامل اور سماجی عوامل سے ہوتی ہے، جغرافیائی عوامل انسان کو جو گرد و پیش مہیا کرتے ہیں، اسے جغرافیائی ماحول اور سماجی عوامل انسان کو جو معاشرتی فضا مہیا کرتے ہیں، اسے سماجی ماحول کہا جاتا ہے۔ علم جغرافیہ کی اصطلاح کے طور پر گرد و پیش کے وہ خارجی حالات و کوائف اور عناصر و عوامل جن کے درمیان کوئی شے، شخص یا جماعت زندگی بسر کرتی ہے من حیث المجموع ماحول کہلاتے ہیں" (1)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

الغرض ماحول سے مراد ان تمام جان دار و بے جان، جغرافیائی، اخلاقی، سماجی اور معاشرتی عوامل و روابط کا مجموعہ ہے جو زمین پر موجود جان داروں کی زندگی اور نشو و نما پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور ماحولیات (Ecology) وہ سائنس ہے جو جانداروں اور ان کے غیر جاندار ماحول، مثلاً ہوا، پانی، آب و ہوا اور مٹی، کے باہمی تعامل، توانائی کی منتقلی اور حیاتی کیمیائی چکروں کا مطالعہ کرتی ہے۔ ایکالوجی کے مطابق ماحول کے تمام عناصر بشمول انسان، ایک دوسرے سے مربوط اور باہم انحصار کرتے ہیں، اس لیے کسی بھی جاندار یا غیر جاندار عنصر کو ثانوی حیثیت نہیں دی جاسکتی۔ ماحولیاتی تنقید اسی تصور کے تحت انسان اور فطرت کے درمیان ثنویت کو رد کرتے ہوئے تمام ماحولیاتی اجزا کی باہمی وابستی کو اہمیت دیتی ہے۔ اس تناظر میں ایکالوجی (Ecology) کی وضاحت کرتے ہوئے مائیکل بیگن (Michael Begon) لکھتے ہیں:

" The word is derived from the Greek oikos.meaning "home".Ecology might therefore be thought of as the study of the "home life" of living organisms"(2)

ماحولیاتی تنقید (Ecocriticism) کی اصطلاح اور اس کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس کے لغوی پس منظر اور بنیادی تصور پر روشنی ڈالی جائے۔ یہ اصطلاح دو یونانی الفاظ **Oikos** اور **Kritis** سے ماخوذ ہے، جن کے مفاہیم بالترتیب گھر اور منصف سے متعلق ہیں۔ ان الفاظ کی ترکیب سے ماحولیاتی تنقید کا ایسا تصور سامنے آتا ہے جو ادب میں فطرت، ماحول اور انسانی ثقافت کے باہمی تعلقات کا تنقیدی جائزہ لیتا ہے۔ اس تناظر میں ماحولیاتی نقاد کا کام محض فطرت کے حسن کی عکاسی کرنے والی تحریروں کا مطالعہ کرنا نہیں، بل کہ یہ دیکھنا بھی ہے کہ ادبی متون میں انسانی ثقافت اور سرگرمیاں قدرتی ماحول پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہیں۔ چنانچہ ماحولیاتی تنقید کی تعریف کرتے ہوئے ویلیم ہاور تھ لکھتے ہیں:

"Eco and critic both derive from greek ,oikos and kritis ,and in tenden they Mean "house judge ", which may surprise many lovers of green,outdoor writing. A long-winded glass on ecocritic might run as follows:A person who the merit and faults of writings that depict the effect of culture Upon nature"(3)

ماحولیاتی تنقید ادبی متن میں فطرت، ماحول، حیوانات، پرندوں، درختوں، دریاؤں، پہاڑوں اور دیگر غیر انسانی موجودات کی حیثیت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ انسان اپنے آپ کو فطرت کا حصہ سمجھتا ہے یا اس پر اپنی برتری قائم کر کے دیگر موجودات کو اپنے مفادات کے تابع کر دیتا ہے۔ چنانچہ ماحولیاتی تنقید میں انسانی مرکزیت، حیات مرکزیت، فطری ماحول میں انسانی مداخلت اور انسان و فطرت کے باہمی تعلق جیسے تصورات خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر اظہار اللہ اظہار کے زیرِ مطالعہ افسانوں میں یہ تصورات مختلف صورتوں میں سامنے آتے ہیں۔ ذیل میں ان کے تین منتخب افسانوں کا ماحولیاتی تجزیہ کیا جارہا ہے۔

بلاجواز

ڈاکٹر اظہار اللہ اظہار کے افسانے "بلاجواز" کا بنیادی پس منظر شہری زندگی ہے۔ افسانے میں فریال اور اظہر کے تعلق کی پیچیدگی کے ساتھ شہر کی غیر متوازن تعمیرات اور ناقص نکاسیٔ آب کا مسئلہ بھی سامنے آتا ہے۔ ایک طرف فریال کی محبت اور اس کے طرزِ عمل میں موجود خود غرضی کو نمایاں کیا گیا ہے تو دوسری طرف شہر کی ایسی ترقی کی تصویر پیش کی گئی ہے جس میں بلند عمارتوں اور رہائشی آبادیوں کی تعمیر پر تو توجہ دی جاتی ہے، لیکن نکاسیٔ آب کے پائیدار نظام اور قدرتی وسائل کے مناسب استعمال کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح افسانہ انسانی تعلقات کی سطح پر موجود فریب اور خود غرضی کے ساتھ شہری منصوبہ بندی میں پائی جانے والی بے اعتدالی کو بھی موضوع بناتا ہے۔

اس افسانے میں ماحولیاتی تنقید کا ایک اہم تصور غیر پائیدار ترقی (Unsustainable Development) ہے۔ اس سے مراد ترقی کا ایسا طریقۂ کار ہے جس میں فوری انسانی ضروریات اور مادی مفادات کو ترجیح دی جاتی ہے لیکن اس کے طویل مدتی ماحولیاتی نتائج کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ شہر میں بلند عمارتوں اور رہائشی کالونیوں کی تعمیر بذاتِ خود مسئلہ نہیں، بل کہ مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ان تعمیرات کے ساتھ نکاسیٔ آب، بارش کے پانی کے اخراج اور قدرتی وسائل کے تحفظ کا مناسب انتظام نہ

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

کیا جائے۔ افسانے میں بارش کا پانی شہری سیلاب کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور انسانی آبادی کے لیے خطرہ بن جاتا ہے۔ اس صورتِ حال کی عکاسی کرتے ہوئے افسانہ نگار لکھتے ہیں:

"رفتہ رفتہ بارش کا پانی سیلاب کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ اسے ڈر لاحق
ہوا کہ شہر میں بارش کا جمع ہونے والا پانی گھروں کی بنیادوں کو بٹھا دے
گا۔ اس نے سیلاب سے پناہ کی راہ ڈھونڈنا چاہی لیکن بے قابو ریلا اسے
اپنی منزل سے بہت دور لے گیا تھا۔"(4)

محولہ بالا اقتباس میں بارش کا پانی قدرتی مظہر نہیں رہتا بل کہ انسانی منصوبہ بندی کی خامیوں کو نمایاں کرنے والا عنصر بن جاتا ہے۔ بارش فطری عمل ہے لیکن اس کے نتیجے میں شہر کا زیرِ آب آجانا ناقص تعمیراتی منصوبہ بندی اور نکاسیٔ آب کے غیر مؤثر نظام کی نشان دہی کرتا ہے۔ اگر شہر میں پانی کے قدرتی بہاؤ کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے اور بارش کے پانی کو ذخیرہ کرنے کے مناسب انتظامات کیے جائیں تو اس کے نقصانات کم کیے جاسکتے ہیں۔ اس کے برعکس جب شہری ترقی میں فطری نظام کو نظر انداز کیا جاتا ہے تو یہی ترقی انسانی زندگی کے لیے مشکلات پیدا کرنے لگتی ہے۔

افسانے کے اس پہلو کو ماحولیاتی تنقید کے وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ انسانی ترقی اور فطرت کے درمیان توازن برقرار رکھنا ناگزیر ہے۔ انسان اپنی ضروریات کے لیے شہروں کو وسعت دیتا اور عمارتیں تعمیر کرتا ہے۔ لیکن جب یہ عمل ماحولیاتی تقاضوں سے بے نیاز ہو جائے تو اس کے نتائج انسانی زندگی اور ماحول دونوں کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے "بلاجواز" میں غیر پائیدار ترقی کا تصور شہری زندگی کی عملی صورتِ حال کے ذریعے سامنے آتا ہے۔ افسانہ اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ ترقی کا حقیقی معیار صرف بلند عمارتیں اور نئی آبادیاں نہیں بل کہ ایسا ماحول بھی ہے جس میں قدرتی وسائل محفوظ رہیں اور انسانی زندگی کو بنیادی سہولتیں میسر ہوں۔ یوں افسانے میں انسانی خود غرضی اور بے اعتدالی کے درمیان ایک معنوی ربط قائم ہوتا ہے۔ فریال اور اظہر کے تعلق میں خود غرضی اور فریب جس طرح رشتوں کی فطری سادگی کو متاثر کرتے ہیں اسی طرح شہری زندگی میں ناقص منصوبہ بندی اور غیر متوازن ترقی فطری نظام کو نقصان پہنچاتی ہے۔ اگرچہ دونوں صورتوں کا تعلق الگ الگ سطحوں سے ہے تاہم افسانے کی مجموعی فضا میں یہ پہلو انسانی رویوں کے ان منفی اثرات کو نمایاں کرتے ہیں جو فرد اور ماحول دونوں کے لیے مسائل پیدا کرتے ہیں۔

پہلی بارش

"پہلی بارش" مجموعے کا ایک طویل افسانہ ہے جس کا بنیادی موضوع حقوقِ نسواں ہے۔ اس کا مرکزی کردار فواد خان ایک رئیس زادہ ہے۔ جس کا رشتہ تانیہ کے ساتھ طے ہوتا ہے۔ دونوں کے درمیان اختلافات پیدا ہوتے ہیں اور اسی پس منظر میں فواد کے گھر میں قید پرندوں کا ذکر سامنے آتا ہے۔ تانیہ ان پرندوں کو پنجرے سے آزاد کرنا چاہتی ہے جب کہ فواد انھیں اپنے خاندان کی روایات اور گھر کی خوب صورتی کا حصہ سمجھتا ہے۔ افسانے میں پرندوں کی قید اور آزادی کا یہ واقعہ انسانی اختیار، تسلط اور آزادی کے سوال کو نمایاں کرتا ہے۔ اس صورتِ حال کی عکاسی کرتے ہوئے افسانہ نگار لکھتے ہیں:

"اگلی صبح تانیہ ان تمام پرندوں کو پنجرے سے آزاد کر رہی تھی جن کی
نسلیں فواد کے گھر میں برسوں سے آباد رہی تھیں اور فواد کے خاندان
والوں کی باتیں کرنا سیکھ کر کنبے کے افراد میں شامل ہو گئے تھے۔ تانیہ
یہ کیا کر رہی ہو: فواد نے اسے یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے
میں دبا دبا احتجاج تھا۔ آزاد کر رہی ہوں ان بیچاروں کو، میری خواہش ہے
کہ یہ اپنے پروں سے اڑ کر اپنی مرضی کی زندگی گزار سکیں۔ لیکن یہ محبت
کی قید ہے، پیار کا پنجرہ ہے، ان پرندوں کو انس ہے، اسے وہ اپنی زندگی
سمجھتے ہیں اور تانیہ یہ پرندے محض پرندے نہیں بل کہ ہماری خاندانی
روایات کا حصہ بن چکے ہیں۔۔۔ تانیہ! یہ معصوم پرندے جنھوں نے
اس گھر کی خوب صورتی میں اضافہ کیا ہے، گھر ہی میں اچھے لگتے ہیں۔"(5)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

محولہ بالا اقتباس فواد کا نقطۂ نظر پرندوں کو انسانی ضروریات اور خواہشات کے تابع رکھنے کی ذہنیت کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ پرندوں کی آزادی کے بجائے ان کی موجودگی کو اپنے گھر کی خوب صورتی اور خاندانی روایت سے وابستہ کرتا ہے۔ اس کے نزدیک پرندوں کی اہمیت ان کی آزادانہ زندگی میں نہیں بل کہ اس استعمال میں ہے جو انسانی گھرانے کے لیے ان کی موجودگی سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس تانیہ پرندوں کو اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کا حق دینے کی خواہش رکھتی ہے۔ فسانے میں آگے چل کر یہ تاثر ابھرتا ہے کہ گھروں میں پرندوں کو قید کرنا بظاہر گھر کی خوب صورتی میں اضافے کا باعث تو بنتا ہے، لیکن حقیقت میں یہ عمل فطرت کے اصولوں کے منافی اور پرندوں کی آزادی سلب کرنے کے مترادف ہے۔ انسان نے زراعت کے آغاز ہی سے فطرت میں مداخلت کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ اس نے اپنی ضروریات اور خواہشات کے مطابق فصلیں اگانا، درختوں کی کٹائی کرنا اور قدرتی ماحول کو اپنے تابع بنانا شروع کیا۔ اسی طرح جانوروں اور پرندوں کو سدھانے کے ساتھ ساتھ ان کی افزائش کو بھی اپنے اختیار میں لے لیا۔ رفتہ رفتہ فطرت کے دیگر موجودات کی حیثیت انسانی خواہشات اور مفادات کے مقابلے میں ثانوی ہوتی گئی، جب کہ ان تمام اقدامات کو تہذیب اور ترقی کا نام دے کر جائز قرار دیا جانے لگا۔

اس صورتِ حال کو ماحولیاتی تنقید کے تصورِ بن نگاری (Wilderness) کے تناظر میں سمجھا جا سکتا ہے۔ بن نگاری سے مراد ایسا فطری ماحول ہے جو انسانی تہذیبی مداخلت اور تسلط سے نسبتاً آزاد ہو۔ ماحولیاتی تنقید میں اس بنی بنائی تہذیب کے برعکس اصطلاح "بن نگاری" (Wilderness) ہے۔ سید کاشف علی شاہ لکھتا ہے:

> " Wilderness Writings کا ترجمہ ڈاکٹر اورنگ زیب نیازی نے بن نگاری کیا۔ Wild کا معنی "بن" اتنا جامع نہیں ہے۔ کیونکہ بن اردو میں جنگل کے معنی میں مستعمل ہے یا کہیں کہیں ویرانے کے معنی بھی دیتا ہے۔ جبکہ جنگل Wilderness کی ایک صورت تو ہے لیکن مکمل Wilderness نہیں۔ اولیت کے پیش نظر ہم اسی اصطلاح پر اکتفا کرتے ہیں اور اس کی ماحولیاتی تنقیدی اصطلاح کی تفہیم کرتے ہیں اگر معنوی اعتبار سے دیکھا جائے تو "توحش نگاری" یا "توحش نویسی" بھی ممکنہ اصطلاحات ہو سکتی ہیں"(6)

لیزا مائرز (Lisa myers) لکھتی ہیں:

> "The Oxford English Dictionary defines wilderness as "a wild or uncultivated region or tract of land ,uninhabited ,or inhabited only by wild animals" and traces its etymology to the Old English wild(d)eomes,the genitive of wild-deOr,which Bosworth and Toller define as " a wild animal ,wild beast";in essence the wilderness is "[The place] of the wild beasts."(7)

"پہلی بارش" میں پرندوں کو گھر کی خوب صورتی اور خاندانی روایت کے نام پر پنجرے میں رکھنا ان کی فطری آزادی میں انسانی مداخلت کی صورت ہے۔ پرندوں کا قدرتی ماحول میں اڑنا، اپنی غذا تلاش کرنا اور اپنی فطری زندگی گزارنا ان کی زندگی کا بنیادی حصہ ہے، لیکن انسان جب انھیں اپنی خواہشات کے تابع کر لیتا ہے تو ان کی فطری حیثیت متاثر ہوتی ہے۔ اس طرح افسانے میں بن نگاری کا تصور پرندوں کی آزادی اور انسانی تسلط کے درمیان موجود کشمکش کے ذریعے سامنے آتا ہے۔

اسی تناظر میں افسانے کو ماحولیاتی تنقید کے ایک اور اہم تصور تشکیلی علاحدگی (Hyperseparation) کے ذریعے بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ تصور انسان اور فطرت کے درمیان ایسی مصنوعی تفریق کی نشان دہی کرتا ہے جس کے ذریعے انسان خود کو فطرت اور دیگر موجودات سے برتر قرار دیتا ہے۔ ڈاکٹر اورنگ زیب نیازی اس اصطلاح کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "تشکیلی علاحدگی :(Hyper Separation) انسان پسند فلسفہ فطرتی ترتیب میں انسانی مقام کی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ تشکیلی علاحدگی کی اصطلاح فطرت پر انسان کی برتری اور لاتعلقی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ یعنی فطرت اور انسان کی ایسی علاحدگی جو ہے بھی اور نہیں بھی۔ پلم وڈ نے تشکیلی علاحدگی کا رشتہ فرانسیسی فلسفی رینے ڈیکارٹ کے ہاں ذہن اور جسم کی ثنویت سے جوڑا ہے۔ ڈیکارٹ نے نہ صرف حیوانات کی استدلالی صلاحیت سے انکار کیا بل کہ حیوانات کو تمام جذبات اور احساسات سے عاری قرار دیا۔ یوں اس نے حیوانات کو انسان سے مختلف اور کم تر خیال کیا۔ پلم وڈ نے استدلال اور فطرت کی ثنویت پر تنقید کی ہے۔ ماحولیات پسند مفکرین فطرت اور انسان کی اس تشکیلی علاحدگی کو مسترد کرتے ہیں۔"(8) فواد کا رویہ اسی ذہنیت کی مثال ہے جس میں انسان اپنے آپ کو غیر انسانی

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

مخلوقات کی زندگی پر اختیار رکھنے کا حق دار سمجھتا ہے۔ وہ پرندوں کی آزادی کو ان کے نقطۂ نظر سے دیکھنے کے بجائے انھیں اپنے خاندان کی روایت اور گھر کی آرائش کے حوالے سے اہمیت دیتا ہے۔ اس طرح پرندوں کی فطری ضرورتیں انسانی ترجیحات کے مقابلے میں ثانوی ہو جاتی ہیں۔ افسانے میں تانیہ کا ردِ عمل اس ذہنیت کے مقابل ایک مختلف رویے کی نمائندگی کرتا ہے، کیونکہ وہ پرندوں کو انسانی ملکیت کے بجائے اپنی زندگی رکھنے والی مخلوقات سمجھتی ہے۔

یہ صورتِ حال بشر مرکزیت (Anthropocentrism) کے تصور سے بھی تعلق رکھتی ہے۔ بشر مرکزیت ایسے نقطۂ نظر کو کہا جاتا ہے جس میں انسانی مفادات کو غیر انسانی مخلوقات کے مفادات پر فوقیت دی جاتی ہے۔ لارنس بیول اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"Anthropocentrism: The assumption or view that the interests of humans are of higher priority than those of non-humans." (9)

فواد کے نزدیک پرندوں کی اہمیت اس وقت تک برقرار ہے جب تک وہ اس کے گھر کی خوب صورتی میں اضافہ کرتے اور خاندان کی روایت کا حصہ بنے رہتے ہیں۔ اس کے برعکس تانیہ ان کی آزادی کو اہم سمجھتی ہے۔ اس تقابل سے افسانے میں بشر مرکزیت اور اس کی مخالفت کرنے والے نقطۂ نظر کے درمیان فرق واضح ہوتا ہے۔ ماحولیاتی تنقید انسانی مفادات کو غیر انسانی موجودات کی زندگی پر مطلق اختیار کا جواز تسلیم نہیں کرتی، بل کہ اس امر پر زور دیتی ہے کہ فطرت کے دوسرے اجزا بھی اپنی جگہ اہمیت رکھتے ہیں۔ بشر مرکزیت کے مقابلے میں حیات مرکزیت (Biocentrism) کا تصور سامنے آتا ہے۔ اس تصور کے مطابق زندگی رکھنے والی مخلوقات کی اہمیت کو صرف انسانی مفاد کے پیمانے سے نہیں جانچنا چاہیے۔ انسان بھی فطرت کا حصہ ہے اس لیے دیگر مخلوقات کو محض انسانی استعمال یا آرائش کا ذریعہ قرار دینا درست نہیں۔ "پہلی بارش" میں تانیہ کا کردار اسی وسیع تر احساس کی ترجمانی کرتا ہے کہ پرندوں کو بھی اپنی فطری زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔ اگرچہ افسانے کا بنیادی موضوع حقوقِ نسواں ہے تاہم پرندوں کی قید اور آزادی کا واقعہ انسانی آزادی کے مسئلے کو فطرت کی دوسری مخلوقات تک پھیلا دیتا ہے۔ یوں افسانہ انسانی اور غیر انسانی زندگی کے درمیان تعلق کو ایک وسیع اخلاقی تناظر میں پیش کرتا ہے۔

واپسی

"واپسی" ایک ایسی محبت کی کہانی ہے جو اپنی تکمیل تک نہیں پہنچ پاتی۔ افسانے کا متکلم شائستہ نامی لڑکی سے اپنے ٹوٹے ہوئے تعلق کو یاد کرتا ہے۔ بیس برس گزر جانے کے باوجود شائستہ کی یاد اس کے ذہن میں محفوظ ہے اور اس کے پاس اس کی تصویر ایک نشانی کے طور پر باقی ہے۔ افسانے میں تنہائی، یاد، محرومی اور انسانی احساسات کے ساتھ فطرت کے مناظر کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ یہاں فطرت پس منظر میں کرداروں کی داخلی کیفیت اور اس کے جذباتی تجربے کے ساتھ ایک معنوی رشتہ قائم کرتی ہے۔

انسان جب تنہائی، دکھ یا اضطراب کا شکار ہوتا ہے تو بعض اوقات فطرت کے مشاہدے میں سکون تلاش کرتا ہے۔ فطرت کی خاموشی، رات کا پُرسکون ماحول، آسمان پر ستاروں کی موجودگی اور صبح کے طلوع ہونے کے مناظر انسانی احساسات کو ایک وسیع کائناتی تناظر میں دیکھنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ افسانہ نگار نے آدھی رات کے منظر کو نہایت تخلیقی انداز میں بیان کیا ہے:

"آدھی رات کو جب ستارا اوسط آسمان سے نکلا اور زمین کی نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہوا۔" (10)

اس منظر میں ستارے کی حرکت کو ایک سفر کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ آسمان، ستارہ اور زمین ایک ایسے فطری منظر نامے کے اجزا ہیں جنھیں متکلم اپنی نگاہ اور احساس کے ذریعے محسوس کرتا ہے۔ اس طرح فطرت کا منظر انسانی تجربے سے الگ نہیں رہتا، بل کہ کردار کی داخلی دنیا سے مربوط ہو جاتا ہے۔ افسانے میں رات کے سکوت اور ستاروں کی حرکت کا ذکر اس بات کو نمایاں کرتا ہے کہ انسانی احساسات اور فطری ماحول کے درمیان تعلق صرف مادی نہیں بل کہ تجرباتی اور جذباتی بھی ہے۔

اسی کیفیت کو افسانے کے ایک دوسرے اقتباس میں دیکھا جا سکتا ہے:

"میں نے آسمان کی طرف دیکھا اور اس سے پہلے کہ کوئی
ستارہ جان کی بازی لگا کر اپنے حصار سے نکلتا نگاہیں جھکا لیں۔" (11)

یہاں ستارے کو اپنے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے والی ہستی کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ افسانہ نگار کی توجہ رات، آسمان اور ستاروں کے منظر پر مرکوز ہے، لیکن اس منظر کی معنویت افسانہ نگار کے احساسات سے بھی وابستہ ہے۔ افسانہ نگار فطرت کو ایک دور کے منظر کے ساتھ ساتھ ایک داخلی تعلق محسوس کرتا ہے۔ اس کیفیت کو ماحولیاتی تنقید کے تصورِ فطری وابستگی یا ماحولیاتی اشتراک (Ecological Engagement) کہتے ہیں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ماحولیاتی اشتراک سے مراد انسان اور فطرت کے درمیان ایسا تعلق ہے جس میں انسان فطری حسن کا محض بیرونی مشاہدہ کرنے والا نہیں رہتا، بل کہ خود کو اس ماحول کا حصہ محسوس کرتا ہے۔ڈاکٹر ضمیر پال اور سندیپ کور اس تصور کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"Ecological engagement in Ecocriticism..., emphasizes on the engagement between man and the nature; that is, the observer of natural beauty must put himself into nature and become an engaged part of it."(12)

اس تصور کی روشنی میں "واپسی" کے مناظر کو دیکھا جائے تو متکلم کا فطرت سے تعلق محض دیکھنے اور بیان کرنے تک محدود نہیں رہتا۔رات کی خاموشی،ستاروں کی حرکت اور آسمان کی بدلتی ہوئی کیفیت اس کے احساسات میں شامل ہو جاتی ہے۔ فطرت کا مشاہدہ اس کے لیے اپنی داخلی کیفیت کو محسوس کرنے اور زندگی کے تجربات پر غور کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس طرح انسان اور ماحول کے درمیان ایک ایسا تعلق سامنے آتا ہے جس میں فطرت انسانی تجربے کو معنی عطا کرتی ہے اور انسان اپنے احساسات کے ذریعے فطری منظر کی معنویت کو دریافت کرتا ہے۔

افسانے میں رات کے اختتام اور صبح کی آمد کو بھی تخلیقی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ افسانہ نگار لکھتے ہیں:

"رات پوری رفتار سے ستاروں کے قتل میں مصروف تھی،
آسمان ستاروں سے عاری ہو چلا تھا۔۔۔۔۔رات کا آخری
ستارا میری پلکوں پر آکر جگمگا رہا تھا۔"(13)

اس اقتباس میں رات کے خاتمے اور ستاروں کے غائب ہونے کو "ستاروں کے قتل" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ اسلوب فطری منظر کو ایک متحرک اور اثر انگیز کیفیت میں بدل دیتا ہے۔ رات اور ستاروں کے درمیان تعلق، آسمان کی بدلتی ہوئی حالت اور آخری ستارے کی روشنی افسانہ نگار کے احساسات کے ساتھ مل کر ایک ایسی فضا تخلیق کرتے ہیں جس میں انسان خود کو کائنات سے الگ نہیں سمجھتا۔ اس منظر میں فطرت کی تبدیلیوں کا مشاہدہ انسانی تجربے کے ساتھ مربوط ہے، اور یہی تعلق ماحولیاتی اشتراک کی معنویت کو واضح کرتا ہے۔

"واپسی" میں فطرت کا کردار "بلاجواز" اور "پہلی بارش" سے مختلف ہے۔ "بلاجواز" میں ماحول کی خرابی انسانی منصوبہ بندی کی خامیوں سے وابستہ ہے جب کہ "پہلی بارش" میں پرندوں کی آزادی اور انسانی تسلط کا مسئلہ سامنے آتا ہے۔ اس کے برعکس "واپسی" میں فطرت انسانی تنہائی، یاد اور داخلی سکون کے تجربے سے مربوط ہوتی ہے۔ یہاں ماحول کسی بحران یا تصادم کی صورت میں نہیں، بل کہ انسان کے جذباتی اور حسی تجربے کے ایک اہم حصے کے طور پر سامنے آتا ہے

محبت کا شجر:

افسانہ "محبت کا شجر" میں افسانہ نگار تین کرداروں کے ذریعے انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر فلسفیانہ انداز میں بحث و مکالمے کی صورت میں کہانی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ تینوں دوست وادیِ سوات کی سیر کے لیے نکلتے ہیں جہاں مرغزار، کالام اور مہوڈھنڈ جیسے مقامات کا ذکر ملتا ہے۔ اگرچہ افسانے کا محلِ وقوع ایک مخصوص جغرافیائی خطے تک محدود ہے۔ کرداروں کے مابین زیرِ بحث آنے والے موضوعات اپنی معنویت کے اعتبار سے آفاقی حیثیت رکھتے ہیں۔ ماحولیاتی تنقید کے تناظر میں دیکھا جائے تو افسانے میں مقامی جغرافیے اور قدرتی ماحول کی عکاسی اسے علاقائی ادب (Regional Literature) کے دائرے میں شامل کرتی ہے۔

اس افسانے کی خوب صورتی یہ ہے کہ اس میں تینوں کردار ڈاکٹر تاجور، اظہار اور طارق آفاق انسان، ماحول اور کائنات کے بارے میں بحث کرتے ہیں۔ افسانے کے آغاز میں ڈاکٹر تاجور انسان کو کائنات کے دل کی دھڑکنوں حاصل گردانتے ہیں۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"انسان کائنات کے دل کی دھڑکنوں کا حاصل ہے اس کی یہ مرکزی حیثیت اس وقت تک برقرار رہے
گی جب تک اسے خود یہ ادراک ہوتا رہے گا۔ عالم کا ذرہ ذرہ اس کے وجود کی کشش کی اسیر ہے اور
جب تک یہ کشش برقرار رہے گی ہستی کا شیرازہ نہیں بکھرے گا"(14)

محولہ بالا اقتباس میں کائنات میں انسان کی مرکزی حیثیت کو جس انداز میں بیان کیا گیا ہے اس مرکزیت اور برتری نے ہی اصل میں انسان کو خود غرض بنایا اور انسان نے اس مرکزیت اور برتری کا فائدہ اٹھا کر فطرت اور ماحول کے ساتھ کھلواڑ کیا۔ انسان نے فطرت میں مداخلت کی اور خود کو تمام موجودات سے الگ حساب کرنے لگا، تشکیلی علاحدگی اختیار کر کے باقی تمام موجودات کو نقصان پہنچایا۔ ماحولیاتی تنقید انسان مرکزیت اور انسان دوستی کے اس فلسفے کی یکسر تردید کرتی ہے۔ اس کے لیے ماحولیاتی تنقید میں بشر مرکزیت (Anthropocentrism) کی اصطلاح مستعمل ہے۔ ٹموتھی کلارک لکھتے ہیں:

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

Anthropocentrism names any stance ,perception or conception
That takes the humans as center or norm.An "anthropocentrism" view of the natural world thus sees it entirely in relation to the human ,for instance as a resource for economics use ,or as the expression of certain social or cultural values- so even aesthetics of landscape appreciation can be anthropocentric"(15)

ماحولیاتی تنقید انسان کی اس مرکزیت کے خلاف حیات مرکزیت (Biocentrism) پر توجہ دیتی ہے۔ بشر مرکزیت کے متضاد ماحولیاتی تنقید میں حیات مرکزیت کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ حیات مرکزیت کے مطابق ماحول کے دیگر تمام موجودات بشمول انسان اتنے ہی حقوق رکھتے ہیں جتنے انسان رکھتا ہے۔

یہ افسانہ ایک سیر کی کہانی ہے۔ جس کے کردار شہر کی آلودگی سے escape کرتے ہیں اور وادی سوات گھومنے جاتے ہیں۔ شہر اور پہاڑی علاقے کی آب و ہوا (Climate) میں فرق ہوتا ہے۔ وادی سوات کی آب وہوا معتدل اور ٹھنڈی ہوتی ہے، دریا، پہاڑ الغرض فطرتی حسن سے مالامال علاقہ ہے۔ اس طرح جنگلات کی کٹائی، گرین فیلڈ میں انسانی مداخلت جیسے سڑکیں، ہوٹلز، ریستوران اور پارک بنانا، فطرتی تفریحی مقامات میں آلودگی پھیلانا انسانی مداخلت کے زمرے میں آتا ہے۔ انسان کی اس مداخلت کی وجہ سے زمینی کٹاؤ جنم لیتی ہے جس کی وجہ سے بڑے بڑے درخت معمولی طوفان کی وجہ سے جڑوں سمیت اکڑ جاتے ہیں۔ افسانے سے اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"ایک شاہ زور درخت اپنی جڑوں سمیت اکڑ کر زمین مر آگرا تھا حال آں کہ ہوا بھی معمول کے مطابق چل رہی تھی"(16)

زمینی کٹاؤ کی وجہ سے فطرت حسن خراب ہو جاتا ہے۔ افسانہ نگار نے ایک کردار کے ذریعے اس خرابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

"فطرت کو جب بیماری لاحق ہوتی ہے تو زندگی کٹاؤ کا شکار ہونے لگتی ہے"(17)

ماحولیاتی تنقید میں فطرت اور ماحول کے متعلق اسی طرح کی وسیع النظر بات کو Jeremaid کہتے ہیں۔ Greg Garrard نے اس کی تعریف یوں کی ہے:

"Jeremaid : A discourse of warning or discouregment ,often prophetic in tone "(18)

افسانے کے کردار ڈاکٹر تاجور کا ماننا ہے کہ فطرت کے بھی رویے ہوتے ہیں افسانے سے اقتباس ملاحظہ ہو:

"میں سمجھتا ہوں پہاڑوں کے بھی رویے ہوتے ہیں اشجار کا بھی رد عمل ہوتا ہے، ہوائیں بھی اپنا مزاج رکھتی ہیں، دریا بھی اپنی نفسیات رکھتے ہیں اور ان سب کا دارومدار انسان کے اعمال پر ہوتا ہے انسان کا کردار کائنات کی ہر چیز پر اثر انداز ہوتا ہے"(19)

ڈاکٹر اظہار اللہ اظہار کے افسانوی مجموعے "آخری افسانہ" میں ماحولیاتی مسائل کو انسانی رویوں، معاشرتی اقدار اور فطرت کے ساتھ تعلق کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔ افسانہ "بلاجواز" میں غیر پائیدار ترقی اور ناقص شہری منصوبہ بندی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ماحولیاتی مسائل نمایاں ہیں، جب کہ "پہلی بارش" میں پرندوں کی قید کے ذریعے بشر مرکزیت، تشکیلی علاحدگی اور فطری آزادی سلب کرنے کے رویے کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اس کے برعکس "واپسی" میں فطرت انسانی احساسات، تنہائی اور داخلی کیفیات سے ہم آہنگ دکھائی دیتی ہے، جب کہ "محبت کا شجر" انسان کی کائناتی مرکزیت، قدرتی ماحول میں انسانی مداخلت اور فطرت کے تحفظ جیسے سوالات اٹھاتا ہے۔ یوں ان افسانوں میں ماحولیاتی تنقید کے مختلف تصورات کہانی کے واقعات، کرداروں اور قدرتی مناظر کے ساتھ مربوط ہو کر سامنے آتے ہیں اور انسان و فطرت کے باہمی انحصار اور ماحولیاتی توازن کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔

حوالہ جات:

1۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد، طبع دوم 2018ء، ص218

2۔ کاشف علی شاہ، سید، مجید امجد کی منتخب نظموں کا ماحولیاتی مطالعہ، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگویج، اسلام آباد، دسمبر 2020ء ص10

3- William howarth,Some Principles of Ecocrticism,*the ecocriticism reader:landmarks in literary ecology,* eds.,Glotfelty,cheryll and Harold fromm,athen: the university of Georgia press,1996,p.69

4۔ اظہار اللہ اظہار، ڈاکٹر، آخری افسانہ، ادب محل سٹی ٹاور کابلی بازار، پشاور، جنوری 2021ء، ص53

5۔ ایضاً، ص101

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

6۔ سید کاشف علی شاہ، مجید امجد کی منتخب نظموں کا ماحولیاتی تنقید مطالعہ، سید کاشف علی شاہ، ص62، 61

7۔ Lisa Myers, The Wilderness in Medieval English Literature : Genre ,Audience and Society ,University of New Mexico UNM D igital Repository ,2015 , p5

8۔ ڈاکٹر اورنگ زیب نیازی، ماحولیاتی تنقید: نظریہ اور عمل (منتخب مضامین)، 2019ء، ص241

9۔Lawrence Buell, *The Future of Environmental Criticism*, p. 134

10۔ اظہار اللہ اظہار، ڈاکٹر، آخری افسانہ، ادب محل سٹی ٹاور کابلی بازار، پشاور، جنوری 2021ء، ص104

11۔ ایضاً، ص105

12۔Dr. Zameer Pal Kaur and Ms. Sundeep Kaur, "Environmental and Ecological Concerns in Regional Poetry with Special Reference to Bhai Vir Singh's Poetry," *Asian Journal of Literature, Culture and Society*, Vol. 8, No. 2, 2014, p. 36

13۔ اظہار اللہ اظہار، ڈاکٹر، آخری افسانہ، ادب محل سٹی ٹاور کابلی بازار، پشاور، جنوری 2021ء، ص106

14۔ ایضاً، ص126

15۔ Timothy clark, The Cambridge Introduction to literature and the environment Cambridge university press,New York ,2011,p3

16۔ اظہار اللہ اظہار، ڈاکٹر، آخری افسانہ، ادب محل سٹی ٹاور کابلی بازار، پشاور، جنوری 2021ء، ص128

17۔ ایضاً، ص128

18۔ Greg Garrard ,Ecocriticism:the new critical idiom" ,p184

19۔ اظہار اللہ اظہار، ڈاکٹر، آخری افسانہ، ادب محل سٹی ٹاور کابلی بازار، پشاور، جنوری 2021ء، ص138